بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

قیمت پیشگی سالانہ

۱- عوام سے (صہ)
۲- خواص و معاونین سے (عہ)
۳- ہندوستان سے باہر (سے)
۴- غیر مذاہب والوں سے (۱۲)
۵- اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپے سے کم آمدنی والے لوگوں سے (۱۲)

نوٹ

عہ کا سالانہ اضافہ مندرجہ بالا قیمتوں میں ڈبل اشاعت کی وجہ سے کیا گیا ہے۔

لا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِھِمْ ۔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کا سب سے پہلا اور مشہور و معروف اخبار ہر مہینے کی ۲ و ۶ و ۱۰ و ۱۴ و ۱۸ و ۲۲ و ۲۶ و ۳۰ تاریخ کو قادیان دارالامان سے شائع ہوتا ہے

الحکم

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی (تراب) احمدی

Digitized by Khilafat Library

چہ گویم با تو گر آئی بہ دار قادیاں بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الاماں بینی

نمبر ۵۱ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۰ ستمبر سنہ ۱۹۰۸ء مطابق ۱۳ شعبان سنہ ۱۳۲۶ ہجری المقدس | جلد ۱۲

الحمد للہ

اللہ تعالیٰ کا شکر ہے۔ کہ اُس نے مجھے پھر توفیق دی کہ میں اُس کے حمید و مجید کلام کی اشاعت اور خدمت کر سکوں جیسا کہ اعلان کیا جاتا رہا ہے۔ قرآن مجید کے ترجمہ مع تفسیری نوٹ کا پہلا پارہ کاتب کے پاس جا چکا اور کچھ حصہ پریس میں بھی چلا گیا۔ چنانچہ اس وقت تک ۱۶ کاپیاں چھپ چکی ہیں۔ مجھے خدا کے فضل و کرم سے یقین ہے۔ کہ احباب اس کو پسند فرماویں گے۔ الحکم کے ایک ہزار ناظرین میں سے تیس کے قریب مجھے ایسے خطوط پہونچے ہیں۔ جنہوں نے یا تو اس وقت پارہ کا وی۔پی لینے کے لیے اپنے آپ کو ناقابل بتایا ہے اور یا صرف ایک جلد کے لینے کی خواہش ظاہر کی ہے۔ اور بعض نے یہ بھی لکھا ہے کہ وہ ایک رقم پیشگی دینے کو آمادہ ہیں۔ مگر یہ سلسلہ مسلسل جاری رہے۔ بعض نے یہ بھی لکھا ہے کہ کیوں شرح سے اس سلسلہ کو شروع نہ کیا گیا۔ اس کے سوا باقی احباب نے اعلان کے مضمون کے موافق اپنی خاموشی سے ظاہر کیا کہ وہ مطبع کے مرسلہ وی۔پی کے دو دو جلد کے لینے کو آمادہ ہیں

مگر میں نے بطور خود احتیاط مزید کو مدنظر رکھ کر صرف ۱۲۰۰ کاپیاں طبع کرانے کا انتظام کیا ہے۔ اور بجز اُن مخلص اور خاص دوستوں کے جو الحکم کے ساتھ مربیانہ تعلقات رکھتے ہیں۔ باقی احباب کو جنہوں نے اپنی خاموشی سے اظہار رضا مندی کیا ہے صرف ایک ایک جلد بصیغہ وی پی ارسال ہوگی۔ چونکہ تعداد مقررہ سے بہت کم چھاپا گیا ہے۔ اس لئے جو احباب اس موقع کو ہاتھ سے دیدیں گے۔ اُنہیں ایسی گراں قدر نعمت کے لئے پھر کسی دوسرے وقت کا انتظار کرنا پڑیگا۔ **قرآن مجید** کے فہم کے لئے روپیہ کے خرچ کا مضائقہ خدا پرست اور خدا جو قوم قطعاً نہیں کر سکتی۔ اس سے سابقہ سلسلہ تفسیر پر کوئی اثر نہیں ہوگا ہاں صرف سورہ **آل عمران** کی تفسیر جو نامکمل حالت میں پڑی ہے اس کو انشاء اللہ پورا کر دیا جائے گا۔ اور پھر جب تک اس اصول اور نہج پر قرآن مجید کا ترجمہ شائع نہ ہولیگا۔ اس سلسلہ میں کچھ نہ لکھا جائیگا (بعونہ تعالیٰ)

چونکہ یہ **پارہ** بجائے خود مکمل ہونگے۔ اس لئے ان کی جدا جدا جلد تیار ہو سکتی ہے اس لحاظ سے کہ حاشیہ پر یادداشت لکھنے کا موقعہ مل سکے۔ حاشیہ خاطر خواہ رکھا گیا ہے۔ میں اس کام کو پوری دلچسپی سے کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں۔ مگر توفیق کا ملنا اس کے فضل پر موقوف ہے۔ اگر احباب نے کما ینبغی قدر کی اور مجھے امداد دی۔ تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے کیا بعید ہے کہ یہ کام خاص سرعت اور تندہی سے جاری ہو سکے احباب کی امداد کی دو صورتیں ہیں **اوّل** وہ میرے لئے پوری توجہ اور دردِ دل سے دعا کریں۔ کہ اللہ تعالیٰ مجھے توفیق دے اور اپنا فضل شامل حال کرے۔ میری راہ سے وہ روکیں اُٹھا دے۔ جو ہرج اور دیر کا موجب ہوتی ہیں۔ مجھے سمجھ اور قوّت بیان دے۔ جو ایسے انداز اور طرز پر مطالب قرآنی ادا کر سکوں۔ جو لوگوں کے لئے نافع اور اس جلیل القدر کتاب کے حقائق کے اظہار کا ذریعہ ہو **دوم** جسقدر جلدیں طیار ہوں۔ ان کے ہدیہ ہو جانے کی فکر کریں۔ پہلا پارہ جو طیار ہو رہا ہے۔ وہ سورہ زمر سپارہ ۲۳ سے لیکر سورۃ **حٰم** سجدہ سپارہ ۲۵ تک ہے۔ اور اس طرح پر اس جزو میں ڈیڑھ سپارہ کے قریب قریب قرآن مجید کا حصہ آجاتا ہے۔ یہی طرز آئندہ رہے گا یعنی شروع سورۃ سے آخر سورۃ تک ہوگا۔ اگلا نمبر سورۃ شوریٰ سے لیکر سورۃ **جاثیہ** تک ہوگا۔ کبھی ایک سپارہ سے بڑھ جائیگا اور کبھی شائد کم ہو جاوے۔ میں امید کرتا ہوں اور خدا تعالیٰ کے فضل سے بعید نہیں کہ اس ستمبر کے مہینے میں دوسرا **پارہ** بھی نکل جاوے۔ کیونکہ کاتب کی دقت کی وجہ سے اب تک دیر ہوئی۔ ورنہ ۳۱ اگست تک پہلا پارہ ضرور شائع ہو جاتا بہرحال

مطبع انوار احمدیہ مشین پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب احمدی چھپکر شائع ہوا۔

اب توفیقیں اسی کے ہاتھ میں ہیں۔ اگر اب بھی کوئی صاحب نہ لینا جائیں تو وہ بے شک اطلاع دیدیں۔ لیکن یہ یاد رہے کہ اگر کوئی اطلاع نہ دی اور پھر واپس کریں تو اس کار خیر میں وہ ایک روک کا موجب ہوں گے۔ اور باعث نقصان۔ جس کی میں احمدی جماعت کے کسی فرد سے توقع نہیں کرتا۔ یہ بہتر ہے کہ اگر کسی وجہ سے کوئی صاحب نہ لے سکتے ہوں تو اطلاع دیدیں۔ والسلام

خادم قوم یعقوب علی عفی اللہ عنہ

کیا ایک ہزار آدمی نہیں ملیں گے؟

الحکم کے ذریعہ جو تحریک قومی ضرورتوں کے پورا کرنے کے لئے اس سالانہ جلسہ پر ۲۵ ہزار روپیہ جمع کرنے کی گئی ہے اس کے لئے ابھی تک جس قدر درخواستیں یا اطلاعیں آنی چاہئیں۔ نہیں آئی ہیں۔ کیا اس کے یہ معنے سمجھ لئے جاویں۔ کہ ایک ہزار آدمی اس مقصد کو لیکر نہیں آسکتا؟ یعنی وہ پچیس روپیہ یا تو اپنے پاس سے جمع کر دے اور یا پچیس روپیہ جمع کر کے لادے۔ قومی ضرورتوں کا احساس جن قلوب میں ہے اور جو سابق بالخیرات ہونے کے آرزومند رہتے ہیں۔ وہ ایسے موقعوں کو کبھی ہاتھ سے نہیں دے سکتے۔ خصوصاً ایسی حالت میں کہ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال اور رفع کے بعد ان امور کا بوجھ کامل طور پر قوم کے ہر ہر فرد کے ذمہ ہے۔ بہت سے ایسے احباب بھی ہوں گے۔ جو پچیس کیا پچیس سو تک بھی دے سکتے ہیں لیکن مجھے افسوس سے ظاہر کرنا پڑتا ہے کہ ابھی تک میں پچاس پر (۵۰) کی تعداد تو بڑی تعداد کہنی چاہئیے۔ پورے دس آدمیوں کے نام بھی نہیں لے سکتا۔ جنہوں نے یہ عزم کیا ہو کہ وہ اس جلسہ پر پچیس پچیس روپیہ لائیں گے۔ اس وقت تک بڑے زور سے لبیک کی صداؤں کو نہ اٹھنا اگرچہ مایوسی بخش امر ہو سکتا ہے۔ لیکن مومن اللہ تعالیٰ کے فضل سے مایوس نہیں ہو سکتا یہ کام محض خدا کی رضا کے لئے اور اس کے دین حق کی اشاعت اور تبلیغ کے لئے ہے۔ اس کیواسطے اسباب کا بہم پہونچانا اور سہولتیں بہم پیدا کرنا اسی کے قبضۂ قدرت اور دست تصرف کے نیچے ہے۔ وہ جن قلوب کو برگزیدہ کریگا کہ وہ اس راہ میں اپنے اموال سے حاضر ہوں۔ انہیں آمادہ کریگا۔ اور انہیں ایسے اسباب سے متمتع فرمائے گا۔ جو اس موقعہ پر بیش از بیش مستعدی اور ہمت سے آئیں اور سعی کریں۔ یہ یاد رکھو۔ کہ خدا تعالیٰ نے جن کاموں کا ارادہ فرمایا ہے وہ تو ہو کر رہیں گے۔ لیکن افسوس ہوگا ہم پر اگر ہمارے ہاتھوں سے نہ ہوں۔ خدا نہ کرے کہ ہم محروم کئے جائیں اور کوئی اور قوم آئے اور اُن کو سرانجام دے!

میں اس سے پہلے جن خادمان قوم کے نام دے چکا ہوں اس کے بعد مجھے چودھری غلام حسین صاحب سٹیشن ماسٹر بہالپور غربی اور منشی عبدالمجید صاحب اکونٹنٹ کسولی نے اطلاع دی ہے کہ وہ اس تجویز کے ساتھ نہ صرف متفق ہیں بلکہ وہ پچیس پچیس روپیہ داخل کریں گے اور ان سے بھی بڑھ کر ڈاکٹر یعقوب خان صاحب وٹرنری اسسٹنٹ مونہ نے اپنا نمونہ دکھایا ہے کہ انہوں نے پچیس روپیہ نقد صدر انجمن احمدیہ کے خزانہ میں جمع کر دیئے ہیں ایسے باہمت اصحاب نے اگر توجہ کی جس کی امید کی جاتی ہے تو یہ کوئی بڑی بات نہیں ہوگی۔

میرے دوستو! وہ قومیں جن کو روحانیت اور خدا پرستی سے کوئی تعلق نہیں اور جو برائے نام مذہب کو آگے رکھتے ہیں۔ وہ قومی ضرورتوں کے نام پر ہزاروں نہیں لاکھوں روپیہ یکدم جمع کر لینے کو آسان سمجھتے ہیں۔ ان کا اپیل شایع ہوتا ہی ہے۔ جو اس کی تعمیل کرنے والے نذر نثار کر دیتے ہیں یہ سچ ہے کہ وہ دولتمند لوگ ہیں اور ان میں سے ایک ایک کو کئی کئی ہزار دیدینا مشکل نہیں معلوم ہوتا۔ اور یہاں کئی کئی کو ایک آنہ دینا بھی دوبھر اور مشکل معلوم ہوتا ہے مگر جو برکت اور خوبی ان پیسوں میں ہے وہ ان ہزاروں اور لاکھوں میں نہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ پیسے محض اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے دیئے جاتے ہیں اور ان ہزاروں اور لاکھوں کی غرض

دنیا اور صرف دنیا ہے۔

میں یہ بھی تسلیم کرتا ہوں کہ ہماری قوم پر چندوں کا بہت بڑا بوجھ ہے۔ لیکن میری ہمیشہ سے یہ رائے ہے کہ چندوں کی وصولی میں بے ترتیبی اور بے قاعدگی ضرور ہے ورنہ کوئی وجہ نہیں معلوم ہوتی کہ چار لاکھ کی جماعت میں سے پچیس ہزار آدمی بھی ایسے نہ نکلیں۔ جو سلسلہ کی متعارف مدات میں ایک ایک روپیہ بھی سالانہ دے سکیں اس وقت سلسلہ کی ضروریات کے لئے دو اڑھائی ہزار کے درمیان ماہوار آمدنی ہے اور یہ تسلی بخش امر ہے لیکن اگر مستقل سرمایہ جمع ہو جاوے اور ایک ایک مد کے لئے خواہ ایک ایک سال میں ہی کیوں نہ ہو جمع ہو سکے تو میرا اپنا خیال ہے کہ قوم ایک حد تک سبکدوش ہو سکتی ہے اگرچہ سلسلہ کی بڑھتی ہوئی ضروریات شائید انہیں ایسا سبکدوش نہ ہونے دیں۔ لیکن پھر بھی یہ قیاس کیا جا سکتا ہے کہ پیدا ہونے والی ضروریات ایسی حالت میں انشاء اللہ آسانی سے پوری ہو سکیں گی میں اس مضمون کو لمبا کرنا نہیں چاہتا۔ اور امید کرتا ہوں کہ احباب اس پر توجہ کریں گے۔ اور بہت جلد ایک ہزار کی تعداد پوری کر دی جائیگی ہر ہفتہ ایسے بزرگوں کے نام چھاپتا جاؤنگا۔ انشاء اللہ العزیز

تعلیم الاسلام کا ایک فرزند

باوجودیکہ مدرسہ تعلیم الاسلام کی تکمیل اور اصلاح کے لئے بہت بڑی گنجائش ہے اور قوم اور ناظمان مدرسہ کی بہت بڑی توجہ بکار ہے تاہم اب تک مدرسہ نے جو بچے طیار کئے ہیں۔ خدا کے فضل سے وہ دوسرے مدرسوں کے مقابلے میں قابل قدر نمونہ ہیں۔ ذیل میں ایک نوجوان طالب علم کا مضمون درج کیا جاتا ہے۔ جو اسی مدرسہ کا تعلیم یافتہ ہے اس مضمون کو پڑھ کر معلوم ہو جاویگا۔ کہ یہاں رہکر اُس نے قرآن کریم کے سمجھنے اور پڑھنے میں کہاں تک فائدہ اٹھایا ہے۔ میرا ارادہ ہے کہ الحکم کی کسی مخصوص اشاعت میں صرف تعلیم الاسلام کے طالبعلموں کے مضمون درج کروں۔ تاکہ قوم کو اپنے بچوں کے خیالات کا اندازہ کرنے کا موقع ملے۔ اس امر کا جلد انشاء اللہ جلد انتظام کر کے شایع کروں گا۔ بہرحال وہ مضمون یہ ہے:۔

ذکر نعمت

استغفر اللہ ربی من کل ذنب و اتوب الیہ۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

"یا بنی اسرائیل اذکروا نعمتی التی انعمت علیکم و انی فضلتکم علی العالمین"۔ الخ

(ترجمہ) "اے بنی اسرائیل (بہادر سپاہی کی اولاد) یاد کرو میری وہ نعمتیں جو میں نے تم پر کیں۔ اور یہ کہ میں نے تم کو جہان پر فضیلت بخشی"

اب ہم کو غور کرنا چاہئیے کہ وہ کون سی نعمتیں تھیں جن کی نسبت خدا تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو خاص کر متوجہ کیا ہے۔ ورنہ یوں تو ہماری ہر ایک چیز اللہ کی نعمت ہے۔ کیونکہ ہم نے کون سے نیک عمل کئے تھے کہ خدا تعالیٰ نے ہم کو آنکھیں۔ ناک۔ کان وغیرہ عطا کئے۔ یہ سب اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ہم کو عطا کیں۔ مگر وہ نعمتیں جن کی طرف اللہ تعالیٰ نے خاص طور پر بنی اسرائیل کو توجہ دلائی ہے۔ تین ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اذ قال موسی لقومہ یقوم اذکروا نعمۃ اللہ علیکم اذ جعل فیکم انبیا۔ اور دوسری جگہ فرماتا ہے و اذ فرقنا بکم البحر فانجینکم و اغرقنا آل فرعون و انتم تنظرون۔ یعنی ایک تو اس میں سے نبی بنائے۔ دوسرے بادشاہ بنائے۔ تیسرے تمہاری آنکھوں کے سامنے تمہارے دشمن (فرعون) کو غرق کر دیا۔ اس امر کی تشریح کے بعد میں یہ بیان کرنا چاہتا ہوں۔ کہ خدا تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ رسول صلعم کے وقت کیوں نازل فرمائی اس کی وجہ یہ ہے کہ قرآن شریف میں جو آیتیں وارد ہوئی ہیں۔

وہ قیامت تک صحیح ہیں۔ اور وہ ہر وقت ایسی ہی ہیں۔ جیسا کہ خاص اس وقت میں وارد ہوئی ہیں اور اُسی کے لئے ظاہر ہوئی ہیں۔ اس بات کو تسلیم کرتے ہوئے ہمیں اس بات کو بھی ماننا پڑے گا۔ کہ ان آیات کے مخاطبین اس زمانہ میں بھی موجود ہیں۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ ان آیات کے مخاطب عام مسلمان اور خصوصاً احمدی جماعت ہے۔ انعام اول کا ظہور یعنی جعل فیکم انبیا جیسا کہ اللہ تعالٰی بنی اسرائیل کو فرمایا ہے۔ اسی طرح مسلمانوں کے لئے خوشخبری ہے العلماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل چنانچہ ابھی بہت سے احباب موجود ہیں (جن کی تعداد لاکھوں تک پہونچ چکی ہے) جنہوں نے خدا کے مرسل کو اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے اور خدا تعالٰی کے فضل سے اُن کو پہچانا۔ اور انہوں نے ایک ایسا مبارک زمانہ پایا ہے۔ جس کو حبیب خدا نے بھی مبارک زمانہ فرمایا ہے۔ پھر جعلکم ملوکا۔ جیسا کہ بنی اسرائیل میں بڑے بڑے بادشاہ ہوئے تھے۔[1] اسی طرح مسلمانوں میں بھی بڑے بڑے بادشاہ گزرے ہیں۔ اور پھر جیسا کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام کے وقت ایک غیر سلطنت کے نیچے بنی اسرائیل کو رکھا تھا۔ اسی طرح مسیح موعود کے وقت ہم کو ایک ایسی پُرامن گورنمنٹ کے سایہ میں جگہ دی جس کی نظیر آجکل دنیا میں نہیں پائی جاتی۔ اور وہ مسلمانوں کی گورنمنٹ نہیں۔ بلکہ غیر کی گورنمنٹ ہے۔ سکھوں کی گورنمنٹ کو یاد کرکے خدا تعالٰی کا شکر کرو۔ ایک زمانہ تھا۔ کہ مسلمانوں کو بلند آواز سے اذان دینے کی اجازت نہ تھی۔ اور نہ کوئی ظاہر طور پر نماز ادا نہیں کرسکتا تھا۔ گویا کہ خدا تعالٰی کو ظاہر آیاد کرنا اپنے آپ کو خطرہ میں ڈالنا تھا۔ مگر آجکل دیکھو کہ برٹش گورنمنٹ نے ہم کو ہر قسم کی مذہبی آزادی دے رکھی ہے۔ اس سے بڑھکر کیا خوش قسمتی ہوسکتی ہے۔ پھر مسلمانوں کی سلطنت کی طرف بھی توجہ کرو۔ ہمارے پیارے بھائی صاحبزادہ عبد اللطیف صاحب کس طرح بے رحمی سے شہید کئے گئے پھر برٹش گورنمنٹ ہے۔ ہم ان کے مذہب کے برخلاف خواہ کتنا ہی لکھیں۔ مگر وہ ہم کو پوچھتے تک نہیں۔ بشرطیکہ ہم حق پر ہوں تیسرا انعام۔ کہ بنی اسرائیل کو دشمنوں سے نجات دی۔ غور کرلو۔ کہ کس طرح مسلمانوں کو اُن کے دشمنوں سے بچایا۔ اور کس طرح اُن کے سامنے اُن کے دشمنوں کو ہلاک کردیا۔ اسی طرح آج ہم دیکھتے ہیں۔ کہ ہمارے جتنے دُشمن ہیں۔ خدا تعالٰی ان سب کو یکے بعد دیگرے ہمارے دیکھتے دیکھتے تباہ کررہا ہے۔

اب اے قوم! اگر باوجود اتنے فضلوں اور انعامات کے پھر بھی ناشکری کرو۔ اور خدا تعالٰی کے برگزیدہ کو تسلیم نہ کرو۔ جو تم پر ایک بڑا انعام ہے۔ تو پھر یاد رکھو۔ کہ خدا تعالٰی کی ناشکری کا تمہیں وہی نتیجہ ملیگا۔ جو کہ بنی اسرائیل کے وقت میں ان کی ناشکری کی وجہ سے ملا تھا۔ یعنی قردۃ خاسئین (دُھتکارے ہوئے بندر) ہوجاؤ گے۔ اس جگہ یہ یاد رکھنا چاہئے۔ کہ لفظ قردۃ سے مراد اصل بندر نہیں۔ بلکہ مراد ہے کہ بندروں کی طرح ذلیل و خوار ہوجاؤ گے۔

وہ شخص جس کو خدا تعالٰی نے ہم میں اپنے مرسل کو بھیجا تھا وہ اپنا کام کرکے اور ہم میں قریباً ۲۶ برس رہکر اپنے محبوب حقیقی سے جاملا جس نے کہ اُس کو ہماری ہدایت کے لئے بھیجا تھا۔ بہت سے لوگ ہیں جو افسوس کریں گے۔ کہ وہ آپ کے ہاتھ پر بیعت نہ کرسکے اور کہیں گے کاش! کہ ہمیں اس مرسل کی زندگی میں خبر ملتی۔ لیکن ایسے لوگ یاد رکھیں کہ ابھی وہ دروازہ بند نہیں ہوا۔ اس خدا کے برگزیدہ کا جانشین خدا کی مرضی کے مطابق مقرر ہوچکا ہے۔ اور وہ اسی راہ کی طرف لیجاتا ہے۔ جس کی طرف اس کے آقا حضرت مسیح موعود لے جاتے تھے۔ لہذا جو شخص وہ انعام ایزدی حاصل کرنا چاہے۔ جو خدا تعالٰی نے اپنے مرسل کی معرفت ہم پر نازل فرمائے تھے۔ ان کے لئے میں ڈنکے کی آواز سے کہتا ہوں۔ کہ وہ حضرت خلیفۃ اللہ کی بیعت کرکے وہی انعامات حاصل کرسکتے ہیں۔

پھر اللہ تعالٰی نے آیت مذکورہ میں ارشاد فرمایا ہے کہ میں نے تم کو جہانوں پر فضیلت دی۔ اسی طرح آج ہم یہ کہنے کو تیار ہیں۔ کہ ہم کو بھی اللہ تعالٰی نے ہمارے زمانہ کے تمام جہانوں پر فضیلت دی ہے۔ کیونکہ آج جبکہ تمام مذاہب کے مدعی اپنے آپ کو سچا کرنے کے درپے ہیں۔ خدا تعالٰی نے ہمارا ہاتھ پکڑا۔ اور ہمیں وہ مکالمات عنایت فرمائے۔ جو آج سوائے احمدی جماعت کے اور کسی پر نہیں۔ اور خدا کے فضل سے صرف یہی جماعت اس بات کی قائل ہے۔ کہ خدا تعالٰی ہر زمانہ میں بولتا ہے۔ جس کے نشان یہ جماعت ابھی اپنے آقا حضرت مسیح موعود و مہدی مسعود کے ہاتھ پر دیکھ چکی ہے۔ لہذا ہمیں ان تمام انعامات کا شکریہ ادا کرنا چاہئے۔ اور کوشش کرنی چاہئے۔ کہ وہ ہم ہی ہوں۔ جو تمام جہان سے بڑھکر ثابت ہوں۔ آخر ایک قوم تو ایسی ضرور ہوگی۔ پر افسوس یہ ہے کہ کہیں یہ فضیلت ہمارے گھروں سے نکل کر اور گھروں میں نہ چلی جائے۔ اس لئے بڑی کوشش سے حبل اللہ کو مضبوط ہوکر پکڑو۔ اور خدا تعالٰے کے انعامات کو یاد کرکے اُن کا شکریہ ادا کرتے رہو۔ کیونکہ شکریہ سے انعامات بڑھتے ہیں کما قال اللہ تعالٰی لئن شکرتم لازیدنکم ولئن کفرتم ان عذابی لشدید۔ اب یاد رکھو! کہ جو اس جماعت میں داخل ہوکر پھر مرتد ہوگا۔ اور ان انعامات کی ناشکری کرے گا اُس کے لئے خدا تعالٰی عذاب شدید کا وعدہ دیتا ہے۔ والسلام

فاعتبروا یا اولی الابصار

خکسار

فضل الدین احمدی از پشاور

گورنمنٹ پنجاب سے اپیل

لالہ دینا ناتھ سابق ایڈیٹر ہندوستان کی رہائی کے لئے پھر تحریک شروع ہوئی ہے۔ اور ہز اونر سر لوئیس ڈین کی گورنمنٹ کو نوجوان دینا ناتھ کی حالت پر توجہ دلائی گئی ہے۔

میں نے اس وقت بھی پنجاب گورنمنٹ کو متوجہ کیا تھا۔ جبکہ گذشتہ شورش کے بعض ملزموں پر رحم کیا گیا تھا۔ مگر دینا ناتھ کی بدقسمتی ابھی اُس کے ساتھ تھی۔ اب جب کہ سر لوئیس ڈین کی گورنمنٹ کو صوبہ کے اخبارات نے اس نوجوان پر رحم فرمائی کے لئے متوجہ کیا ہے۔ تو میں اپنا فرض سمجھتا ہوں۔ کہ اس معاملہ میں ان کی تائید کروں۔ پنجاب کے اخبارات کی طرز تحریر بہت موڈریٹ ہوگئی ہے۔ اور چیف کورٹ پنجاب نے تسلیم کرلیا تھا۔ کہ ہندوستان کا طرز تحریر قانونی حدود سے باہر نہیں نکلا۔ بہر حال اس وقت جب کہ سر لوئیس ڈین نے عنان حکومت ہاتھ میں لی ہے اُن کی گورنمنٹ سے یہ امید کرنا بیجا نہیں۔ کہ وہ دینا ناتھ کی نوجوانی پر رحم کرکے پندرہ سولہ مہینے تک کی سزا اس کے لئے کافی سمجھیں۔ اور اُسے رہا کرکے پنجاب کی تعلیم یافتہ پارٹی کو شکر گزاری کا موقعہ دیں۔ مجھے اخبار ہندوستان کے موجودہ ایڈیٹر پر افسوس ہے۔ کہ وہ دینا ناتھ کی رہائی کی اپیل کرتا ہوا۔ مسلمانوں پر بلاوجہ غصہ ظاہر کرتا ہے۔ بہرحال اس جھگڑے میں نہ پڑکر میں پھر استدعا کرنا چاہتا ہوں۔ کہ ہز اونر کی یہ مہربانی پنجاب میں نہایت قدر اور دلی شکر گزاری سے دیکھی جائے گی۔ اور دینا ناتھ کو رہا کرکے وہ اپنی رحمدلی اور کرمفرمائی سے تعلیم یافتہ گروہ کو ممنون فرمائیں گے۔ اور امید کی جاتی ہے۔ کہ دینا ناتھ اگر آئندہ اس پیشہ اخبار نویسی کو اختیار کریگا تو پہلے سے بھی زیادہ محتاط ثابت ہوگا۔

---

[1] جس وقت یہ آیت نازل ہوئی ہے۔ اُس وقت بنی اسرائیل بادشاہ نہ تھے بلکہ ان سے پہلے ان کے آباؤ اجداد بادشاہ ہوچکے تھے۔ اسی طرح مسلمانوں سے پہلے سلف صالحین بھی بادشاہ ہوگزرے ہیں۔ منہ

کھُلی چِٹھی کا جواب

بخدمت منشی سراج الدین صاحب ایڈیٹر زمیندار

میں نے زمیندار ۱۶ اگست ۱۹۰۸ء میں اس کھلی چٹھی کو پڑھا جو جناب نے درد گردہ کی سخت تکلیف کے باوجود لکھی ہے۔ اس توجہ فرمائی کے لئے میرا شکریہ قبول کیجئے۔ جناب نے لکھا ہے کہ "الحکم مورخہ ۲۲ جولائی ۱۹۰۸ء میں آپ کا نوٹ نقاش کے اس مضمون پر دیکھا جو اخبار وکیل میں شائع ہوا ہے اور میں سچ کہتا ہوں کہ میں نے اس نوٹ کو آپ جیسے عالی ظرف بزرگ کی شان سے بہت بعید پایا اور بہت افسوس کیا" جو حسن ظن جناب نے میری نسبت ظاہر فرمایا ہے۔ اس کے لئے افسوس ہے کہ میں آپ کا شکر گزار نہیں ہو سکتا۔ اگر عالی ظرفی سے یہ مراد ہے کہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے مقدس اور راستباز امام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نسبت مفتریات کو سُن کر خاموش رہتا۔ اور ایک گریجویٹ اور اب تبلیغ اسلام کا کام ہاتھ میں لینے والے نوجوان کو اس کے افترا پر ملامت نہ کرتا۔ تو میں بڑی صفائی کے ساتھ اس کا اعتراف کرنے کو تیار ہوں کہ میں ایسی عالی ظرفی کو اس تنگ ظرفی پر ہزار مرتبہ قربان کرنے کو سعادت یقین کرتا ہوں جس میں حمیّت اور غیرت ہو۔

منشی صاحب! مجھے نہایت ہی افسوس اور درد دل سے اس امر کا اظہار کرنا پڑتا ہے۔ کہ میرے نام کھلی چٹھی لکھ کر آپ نے نقاش کو اور زیادہ بے باک کرنا چاہا ہے۔ آپ کا ایک دانشمند اور تجربہ کار ہونے کی حیثیت سے فرض تھا کہ اُس کو ایسی شوخی اور بے باکی پر ملامت کرتے اور سمجھاتے کہ فرضی خطوط بنانا اور پھر اُن کو ایک کثیر جماعت کے امام اور پیشوا کی طرف منسوب کرنا اور وہ بھی بعد مرُدن دانشمندی سے ہی بعید نہیں۔ بلکہ مذہبی اور اخلاقی پہلو سے بھی ایک خطرناک جرم ہے۔ مگر آپ نے نہیں معلوم کیوں اس پیرانہ سالی میں بھی امر حق کی تبلیغ سے کنارہ کشی کی اور بحیثیت ایک معمر کے آپ کا فرض ادا کرنا چاہا۔ تو آپ نے بالیست قرباً۔ مجھے اس کا تو افسوس نہیں کہ آپ کو میرے اس نوٹ کو پڑھ کر افسوس کرنا پڑا۔ مگر آپ پر رحم ضرور آیا۔ کہ پیرانہ سالی نے آپ کو اس حالت تک پہنچایا۔ کہ باوصفیکہ نقاش کے متعلق آپ کے خیالات کیا تھے یا خود نقاش کی آپ کی نسبت کیا رائے تھی۔ لیکن عمر کے ان آخری ایام کے فطرتی اثر نے آپ کی اس جرأت اور دلیری کو سلب کر دیا۔ جو اس سے چند روز پیشتر دیکھنے میں آتی تھی۔ میرا خیال تھا کہ امر حق کے اظہار میں آپ کی زبان قلم بلا خوف لومۃ لائم چلتی ہے۔ مگر اب معلوم ہوا کہ نہیں **منشی صاحب!** آپ کی اس چٹھی نے مجھے زمیندار میں ان ظاہر کردہ خیالات پر غور کرنے کا موقعہ دیا۔ جو یکم اگست ۱۹۰۸ء ڈاکٹر عبد الحکیم خان کی کسی مراسلت کے عدم اندراج کے متعلق ہیں۔ آپ نے لکھا ہے۔ کہ اس مراسلت میں مرزا صاحب کے متعلق ایسے الفاظ درج ہیں جن کو ہم اسلامی حکم رد فعہ الق ہی کے خلاف سمجھتے ہیں"۔

میں نہیں جانتا وہ الفاظ کیا ہوں گے۔ لیکن اس بزرگ کی نسبت جس کو آپ مرحوم و مغفور کہتے ہیں اور اس کے خلاف کہنے والوں کو ایک ایک وقت جواب دینے کو آمادہ ہوتے ہیں۔ آپ کا ہی صاحبزادہ بلند اقبال ایسے الفاظ استعمال کرے۔ جو ایک جماعت کی دل آزاری اور مذہبی فیلنگس کو زیادہ صدمہ پہنچانے والے ہیں اور پھر ایسی صورت اور ہیئت میں جسکا اسے کوئی حق اور اختیار نہیں ہے۔ تو یہ کس قدر تعجب اور حیرت کی بات ہے کیا

اگر پدر نتواند پسر تمام کند

پر عمل نہیں کیا جاتا۔

مجھ پر تو آپ افسوس ظاہر کرتے ہیں۔ اور ایسے عالی ظرفی کے منافی بتاتے ہیں۔ مگر ایڈیٹر صاحب النقاش کے مضمون کو پڑھ کر آپ کی وہ رگ حمیت جوش میں نہ آئی۔ جو زمیندار مورخہ ۱۸ جولائی ۱۹۰۸ء میں میر محمد حسن صاحب کے جواب میں آئی تھی۔ اور یا جو آپ نے امام الدین گجراتی کے جواب میں ظاہر کی تھی۔ میں مناسب سمجھتا ہوں۔ کہ آپ کی اس خط و کتابت کو یہاں درج کروں۔ جو زمیندار ۲۴ جون ۱۹۰۸ء کے صفحہ ۵ پر درج ہے۔

ہمارا نیاز نامہ

جناب مولانا مکرمنا۔ مدظلکم۔ السلام علیکم

والا نامہ کو شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اگرچہ پرائیویٹ طور پر جواب دینا مناسب تھا۔ مگر جس مسئلہ میں جناب نے مجھ سے سوال کیا ہے۔ میرے خیال میں اس کا عام اعلان اور آپ جیسے عالم فاضل کی رائے بہت سے ناظرین اخبار کے لئے مفید ہوگی۔ میں جو میرزا صاحب کو مرحوم و مغفور اور رحمۃ اللہ علیہ لکھتا ہوں۔ اس کے جواز کے متعلق میرے خیالات حسب ذیل ہیں:۔

اوّل یہ کہ جس شخص کو بقول بعض ۲۰ ہزار اور بقول بعض تین لاکھ آدمی مقدس اور متبرک اور اپنا پیشوا اور مقتدا مانتے ہوں۔ اور وہ مدعی اسلام اور کلمہ گو بھی ہو۔ اُس کو اُس کی وفات کے بعد معمولی الفاظ دعائے مغفرت سے یاد نہ کرنا اور بغیر ان الفاظ کے اس کا نام لینا میرے خیال میں نہ صرف تنگدلی اور تعصب میں داخل بلکہ خلاف اخلاق بھی ہے۔ شائد آپ کو معلوم ہوگا۔ کہ ہندو بزرگوں کو اُن کی وفات کے بعد سرگباش (جنت نصیب) لکھنے کا عام رواج ہے۔ پس جب ہندو بزرگوں کے متعلق جنت نصیب کے لفظ پر کسی مسلمان نے آج تک گرفت نہیں کی تو ایک مدعی اسلام کلمہ گو کو مرحوم و مغفور اور رحمۃ اللہ علیہ کہنا کیوں مورد اعتراض بنایا ہے

دوئم۔ آپ کو یاد ہوگا۔ کہ مسٹر گاڈفری ہگنس جیسے غیر مسلمان اور منکر رسالت شخص کو سر سید مرحوم و مغفور نے علیہ الرحمۃ لکھا تھا۔ کہ اس نے بمقابلہ دیگر عیسائیوں اور یورپینوں کے ہمارے ہادی برحق کی حمایت کی تھی۔ تو مرزا صاحب جیسے بزرگ کو جو توحید اور رسالت کا قائل اور معتقد تھا۔ ان الفاظ سے کیوں نہ یاد کیا جائے۔

سوئم۔ کسی شخص کو داخل جنت کرنا۔ دوزخ میں دھکیلنا کسی کے یا کم از کم میرے اختیار میں نہیں۔ نہ میری سفارش پر کوئی شخص جنت میں جا سکتا ہے۔ ورنہ میرے کہنے سے کوئی دوزخ میں پڑ سکتا ہے۔ البتہ میری خواہش یہ ہے۔ جیسے کہ ہر ایک نیک نیت اور بہی خواہ عوام کی نیت ہونی چاہیئے کہ خدا سب کو بخشے اور اسی نیت سے میں مرزا صاحب کو مرحوم و مغفور و رحمۃ اللہ علیہ لکھتا ہوں۔

چہارم۔ اگر حضرت منصور باوجود دعوئے انا الحق کے مرحوم و مغفور اور رحمۃ اللہ علیہ کہلانے کا استحقاق رکھتے ہیں تو میرزا صاحب انا مثیل المسیح یا انا المسیح کہنے سے اُس استحقاق سے کس طرح محروم ہو سکتے ہیں

پنجم۔ اب میں آپ کی اجازت سے چند آیات قرآنی پیش کرتا ہوں جن میں وعدہ مغفرت ہے اور جن میں مستحقین مغفرت کا مجمل طور پر ذکر ہے۔

(الف) وللہ ما فی السموات وما فی الارض یغفر لمن یشاء ویعذب من یشاء واللہ غفور الرحیم (سورۃ آل عمران ۱۲۴)

یعنی اللہ تعالیٰ آسمان اور زمین اور تمام چیزوں کا جو اُن میں ہیں خالق اور مالک ہے۔ جس کو وہ چاہیئے بخش سکتا ہے اور جس کو چاہے عذاب دے سکتا ہے۔ خدا غفور و رحیم ہے۔

(ب) ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ ویغفر ما دون ذالک لمن یشاء ومن یشرک باللہ فقد افتریٰ اثما عظیما (سورۃ نسا۔ آیت ۵۱)

یعنے خداوند کریم اس گناہ کو نہ بخشے گا کہ کسی کو اُس کا شریک مانا جائے اور اس کے سوا سب گناہ بخش دیگا۔ جو شخص کسی کو خدا کا شریک ٹھہراتا ہے۔ وہ گناہ کبیرہ کا مرتکب ہے۔

(ج) وقالت الیہود والنصاریٰ نحن ابناء اللہ واحباءہ قل فلم یعذبکم بذنوبکم بل انتم بشر ممن خلق یغفر لمن یشاء ویعذب من یشاء وللہ ملک السموات والارض وما بینہما والیہ المصیر

(د) قل یا عبادی الذین اسرفوا علیٰ انفسہم لا تقنطوا من رحمۃ اللہ ان اللہ یغفر الذنوب جمیعا انہ ھو الغفور الرحیم (سورۃ زمر آیت ۵۴)

یعنی اے پیغمبر ان لوگوں کو کہہ دو۔ کہ اے ہمارے بندو! جنہوں نے اپنے اوپر زیادتیاں کی ہیں۔ اللہ کی رحمت سے ناامید نہ رہو کیونکہ اللہ تمام گناہوں کو معاف کرتا ہے اور وہ بیشک غفور و رحیم ہے۔

(ہ) وللہ ملک السموات والارض یغفر لمن یشاء ویعذب من یشاء وکان اللہ غفورا رحیما۔

مندرجہ بالا آیات سے پایا جاتا ہے کہ خداوند کریم جس کو چاہے بخشے اور جس کو چاہے عذاب دے اور باوجودیکہ بخشنے اور عذاب دینے کی طاقت

اُس کو یکساں حاصل ہے۔ مگر زیادہ میلان بخشایش اور رحمت کی طرف ہے۔ شرک ہی ایک ایسا جرم ہے۔ جو نہ بخشا جائیگا اور باقی تمام گناہ بخشے جا سکتے ہیں۔ جو شخص سلام علیک کرے۔ اسکو غیر مومن نہ کہا جائے۔ خدا کا فیض تو عام ہے اور اُس امر کا فیصلہ بھی اُسی کے اختیار میں ہے کہ مرزا صاحب کو اُس فیض عام سے حصّہ ملنا چاہئے یا نہ ملنا چاہئے۔ لیکن اگر ہمارے مرحوم و مغفور یا مغضوب ملعون لکھنے کا خدا کی بے نیاز اور بے پرواہ درگاہ میں کچھ اثر ہو سکتا ہے۔ تو

ہر کہ شاہ آں کند کہ او گوئید

حیف باشد کہ جز نکو گوئید

غالباً آپ کو یہ تو معلوم ہوگا کہ میں مرحوم مرزا صاحب کے دعاوی اور الہامات کا قائل اور معتقد نہیں۔ لیکن میں اُن کا اس قدر مخالف بھی نہیں کہ انہیں خدا کے فیض عام سے محروم رکھنے کی خواہش یا دعا کروں۔ مرزا صاحب کے متعلق ایک بار سر سید نے مجھے خذ ما صفا ودع ما کدر پر عمل کرنے کو لکھا تھا۔ یہ مضمون بھیجتا لیکن اخبار کے ایک کالم سے زیادہ نہ ہو

خاکسار سراج الدین احمد

آپ کے اس جواب کو پڑھ کر اور پھر نقاش کے مضمون کی داد دیکھ کر تعجب ہوتا ہے۔ میں امید کرتا ہوں کہ آپ اپنے خیالات اور معتقدات کو مد نظر رکھتے ہوئے نقاش کے اس مضمون پر غور کریں گے۔ جو اس نے وکیل میں شائع کیا ہے منشی صاحب! کیا آپ ہی نے نہ لکھا تھا کہ "میرزا غلام احمد صاحب ۱۸۶۴ء کے وقت ضلع سیالکوٹ میں محرر تھے۔ اُس وقت آپ کی عمر ۲۲ یا ۲۴ سال کی ہوگی۔ اور ہم چشمدید شہادت سے کہہ سکتے ہیں کہ جوانی میں بھی نہایت صالح اور متقی بزرگ تھے کاروبار ملازمت کے بعد اُن کا تمام وقت دینیات میں صرف ہوتا تھا۔ عوام سے کم ملتے تھے ۱۸۷۷ء میں ہمیں ایک شب قادیان میں آپکے یہاں مہمانی کی عزت حاصل ہوئی ان دنوں بھی آپ عبادت اور وظائف میں اسقدر مستغرق تھے کہ مہمانوں سے بھی بہت کم گفتگو کرتے تھے۔ ہم بارہا کہہ چکے ہیں اور پھر کہتے ہیں۔ کہ آپ بناوٹ اور افترا سے بری تھے مسیح موعود یا کرشن اوتار ہونے کے دعاوی جو آپنے کئے ان کو ہم ایسا ہی خیال کرتے ہیں۔ جیسا کہ منصور کا دعوی انا الحق تھا۔ اس قسم کی تحریریں اور حسن ظن کا اظہار ایک طرف۔ اور نقاش کے مضمون کی تعریف ایک ایسا حیرت انگیز معما میرے سامنے ہے۔ جس کو میں حل کرنے سے عاجز ہوں

منشی صاحب! میں آپ کے ساتھ اس امر میں متفق ہوں کہ

انظر الی ما قال ولا تنظر الی من قال

پر نظر ہونی چاہئے۔ لیکن کیا آپ کو علم نہیں کہ متکلم کی ذاتی وجاہت قابلیت اور سب سے بڑھ کر اس کے عمدہ چال چلن کا جو اثر ہو سکتا ہے۔ وہ کسی گمنام اور فرضی نام سے لکھنے والے کا نہیں ہو سکتا۔ آپ تو پُرانے تجربہ کار اور ذی علم آدمی ہیں۔ پر میں حیران ہوں۔ کہ آپنے یہ کیا لکھا کہ

"شائستہ اخبارات اور مہذب افراد قوم بفحوائے انظر الی ما قال ولا تنظر الی من قال فرضی نام کی پرواہ نہ کر کے نفس مضمون پر توجہ کر کے اور خامہ فرسائی فرماتے ہیں فرضی نام کی بیڑیاں پڑہنی شروع نہیں کر دیتے"

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ درد گردہ کی شدت نے آپکو واقعات پر غور کرنے نہیں دیا۔ میرے اس اظہار پر کہ ظفر علی خان آپکا بیٹا ہے۔ آپ کو معلوم نہیں کیوں ناگوار معلوم ہوا۔ اور انظر الی ما قال کیوں پیش کرنے کی حاجت محسوس ہوئی۔ میرا تو خیال تھا کہ آپ کی طرف اس کی جائز نسبت ہے اور اس سے آپ کو کوئی عار نہیں ہو سکتا۔ کہ میرے اس طرز تحریر سے آپ کا اظہار رنج اور شائستہ اخبارات اور مہذب افراد قوم کے خلاف بتانا بتاتا ہے کہ یہ امر آپ کو سخت ناگوار اور باعث رنج ہے کاش میں اس کو پہلے سے جانتا اور میں بلاوجہ آپ کو دکھ پہنچانے کا موجب نہ ہوتا۔ مجھے اس کے لئے دلی افسوس ہے اور آپ سے معذرت چاہتا ہوں لیکن منشی صاحب! آپ مجھے معاف فرمائیں گے اور معذور سمجھیں گے کہ آپ کی اس تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بہرحال آپ کے لئے قرۃ العین نہیں ہیں۔ اس سلسلہ میں شیخ عبداللہ اور آپ کی تحریروں کو درمیان میں نہیں لاونگا۔ البتہ یہ ظاہر کئے بدوں نہیں رہ سکتا۔ کہ

نقاش پر افسوس!

میں مہذب افراد قوم اور شائستہ اخبارات کی طرز اور اٹیکیٹ سے شاید ناواقف ہوں۔ جو میں نے بخیال جناب اس کا خلاف کیا اور غیظ و غضب میں بقول آپ کے واہی تباہی لکھ مارا کہ

"وہ ہمارے معزز زمیندار کے پوت یا کپوت اور علی گڈھ کے تعلیم یافتہ ہیں اور ظفر علی خان نام رکھتے ہیں"

اگر نقاش کو آپ کا بیٹا ظاہر کرنا واہی تباہی ہے تو میں بھی آپ کی خاطر مان لیتا ہوں اور آئندہ یہ غلطی مجھ سے نہ ہوگی۔ کہ میں اسے آپ کا فرزند رشید ظاہر کروں۔ یا اُس کا نام لوں۔ میں اپنی اس واہی تباہی تحریر کو ادب سے واپس لیتا ہوں۔ اور اگر آپ کہیں تو تردید کر دوں۔ منشی صاحب! یہ آپ کیسی باتیں کرتے ہیں۔ کیا کوئی دانشمند اور سلیم الفطرت ان کو پڑھ کر ہنسے گا نہیں، میں ان مہذب افراد سے محض ناواقف ہوں۔ جو فلاں ابن فلاں کی واقعی اور جائز نسبت کو واہی تباہی قرار دیں۔ لیکن اتنا مجھے علم ہے کہ مسلمانوں کو اپنے علم **اسماء الرجال** پر بجا فخر اور جائز ناز ہے۔ جس کے ذریعے دنیا میں **تاریخ صحیح** کا علم پیدا ہوا۔ اور میں آپ کو ایسا نادان نہیں کہتا اور ابھی تک تکی **لا یعلم بعد علم شیئا** کا مصداق یقین نہیں کرتا۔ اور پھر آپ نے اس کو بچشم عیب کیوں ملاحظہ فرمایا۔

تنقید روایات کے لئے ضروری امر ہے کہ راوی اور بیان کنندہ کے حالات کا علم پبلک کو ہو۔ اور اسی وجہ سے ایک مرتبہ نہیں بیسیوں مرتبہ آپ کو اپنے بعض نامہ نگاروں کو پبلک میں انٹروڈیوس کرنا پڑا ہے۔ اگر آپ انکار کریں گے۔ تو میں انشاء اللہ تعالیٰ پتہ بتا دوں گا۔ کسی تحریر یا تقریر کی عظمت اور وقعت یا اس کی خفت اور بے وقعتی کے لئے انٹروڈیوس کا طریق آپ کے مسلم مہذب افراد قوم اور شائستہ اخبارات میں بھی پایا جاتا ہے۔ ان حالات کے ماتحت میں امید کرتا ہوں کہ آپ اس عالی ظرفی پر توجہ کریں گے جو میرے اس نوٹ کے جواب میں کھلی چٹھی لکھنے کیلئے آپنے اختیار کی ہے

منشی صاحب! پھر آپ نے لکھا ہے کہ

"مولانا! اوّل تو آپ کے مندرجہ بالا الفاظ سوال از آسمان جواب از ریسمان کا مصداق ہیں۔ دوئم آپ کا استحقاق آپ کو ان الفاظ کے استعمال کی ہرگز اجازت نہیں دیتا۔ آپ نے یہ مکروہ اور خلاف شان اڈیٹری پیرایہ غالباً اس نظر سے اختیار کیا کہ اس سے مضمون مندرجہ وکیل کی قدر و قیمت کم ہو جائیگی۔ لیکن میرے خیال میں آپ غلطی پر ہیں۔ جو اہل علم و فضل ظفر علی کی علمی قابلیت اور فضیلت سے واقف نہیں۔ وہ کسی مضمون کو جو ظفر علی کی طرف منسوب کیا جاوے۔ ہزار درجہ زیادہ وقعت کی نظر سے دیکھیں گے۔

جناب من!۔ میں اقرار کرتا ہوں۔ کہ اس ضابطۂ حقوق سے میں ناواقف ہوں۔ جس میں ایک بیٹے کو اُس کے باپ کی طرف نسبت کرنا منع ہے میں تو آجتک اسے جائز سمجھتا رہا مسلمانوں کی ابتدائی تاریخ میں عمر ابن الخطاب۔ عثمان ابن عفان۔ خالد بن ولید۔ حسین ابن علی وغیرہ وغیرہ رضی اللہ عنہم کو کبھی ناجائز حقوق کا استعمال قرار نہیں دیا گیا۔ اور اسی اصول کو مدنظر رکھ کر میں نے حضرت **نقاش** کی شان میں اور آپ کی جناب میں گستاخی کی۔ اس کے لئے میں معذرت کر چکا ہوں۔ مگر مجھے یہ سمجھ نہیں آئی کہ **سوال از آسمان جواب از ریسمان** کا فقرہ یہاں کیونکر چسپاں ہو سکتا ہے۔ خیر یہ میری ناواقفیت کی وجہ سے ہوگا۔ مگر یہ تو فرمائیے۔

کہ مضمون مندرجہ وکیل کی عظمت اور وقعت خود آپ کے نزدیک کیا ہے؟ میں اُن اہل علم اور اہل فضل کا تو پیچھے قائل ہونگا۔ لیکن پہلے آپ سے ہی پوچھنا چاہتا ہوں کہ ایک شخص زید کی نسبت جو اس کے باپ کی نظر میں جوانی کے ایام میں (جبکہ درجوانی افتد چنانکہ افتد کا زمانہ ہوتا ہے) بھی صالح اور متقی ہو۔ مطالعہ دینیات میں اُس کی اوقات بسری ہو اور پھر چالیس برس کے قریب بھی وہ اسے زہد و عبادت میں محو و مستغرق پائے اس کے مرنے کے بعد اُس کی طرف سے فرضی خط بنائے۔ اور ایسے زندانِ جہنم کی کسی کوٹھڑی میں جہاں خدا تعالیٰ پر افترا کرنے والے موجود ہوں مقید بتائے اور اس کی طرف وہ باتیں منسوب کرے۔

ایک مسلمان کی حیثیت سے آپ کیا کہیں گے۔ آپ اس بحث کو جانے دیں کہ ظفر علی خان ہے یا ظفر علی خان کا باپ کسے باشد۔ آپ انظر الی ما قال ولا تنظر الی من قال پر عمل کرکے جواب دیں۔

اگرچہ یہ جرأت سمجھی جاوے مگر میں کہہ سکتا ہوں۔ ایک دیندار اور خدا ترس انسان ایسے شخص کو اس امر میں مفتری قرار دے گا۔ اور رائے اخلاق اور مذہبی حیثیت سے سخت قابل نفرت امر کا مرتکب سمجھیگا۔ ایک وفات یافتہ شخص انسان کی نسبت ایسے افترا سے کام لینا کہاں کی تہذیب۔ دیانت اور قابلیت ہے۔ ایسے لوگوں کو اہل علم وفضل قرار دینا آپ ہی کا کام ہوگا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر کوئی اہل علم وفضل خالی الذہن ہو کر اس مضمون کو پڑھیگا۔ تو وہ اس پر نفرین کریگا۔ اور اگر وہ اس کی تعریف کرتا ہے۔ تو سمجھ لینا چاہئے کہ اسے علم وفضل سے حصّہ ہی نہیں دیا گیا اور اخلاق اور شرافت سے اسے مس ہی نہیں۔ جو ایک گھڑے ہوئے بیان اور دوراز قیاس امر کی تحسین کرتا ہے۔ میرا یہ سوال بے محل نہیں ہوگا اگر میں آپ سے آخر میں پوچھنے کی جرأت کروں کہ کیا آپ ظفر علی خان کی کسی ایسی علمی یا مذہبی تصنیف کا پتہ دے سکتے ہیں جو اُس کی علمی قابلیت اور فضیلت کی شاہد ہو اور اگر وہ ایسا ہی قابل اور لائق نوجوان تھا۔ تو آپ کو کسی وقت اس کے متعلق جو کچھ لکھنا پڑا تھا۔ اُس نے اُس کی علمی قابلیت پر اخلاق اور مذہبی حیثیت سے کیا اضافہ کیا تھا۔

آپ نے میرے ایک فقرہ پر یوں تحریر فرمایا ہے کہ

"پھر آپ نے اُسی نوٹ میں لکھا ہے۔ کہ ملا اعلیٰ کی خبروں کے حصول کے لئے شیطان بھی کوشش کرتا ہے۔ برائے خدا غور فرمایئے کہ اگر آپ کے اس قول کو صحیح مان لیا جاوے تو آپ کے یہی الفاظ بہت سے مدعیانِ الہامات تک بلکہ خود آپ کے گھر تک پہنچ سکتے ہیں۔ بالخصوص جبکہ ان مدعیان الہام کی بہت سی پیشگوئیاں غلط ثابت ہوں۔ اور ملہموں کو تاویلات بعید از قیاس سے کام لینا پڑے۔

منشی صاحب! اگر آپ دینی معاملات میں واقفیت نہیں رکھتے تو آپ کو کیا مصیبت پڑی ہے جو اس میں دخل دیکر اپنے لئے خفت کا موجب ہوں۔ اس امر پر لمبی بحث شاید مناسب نہ ہو۔ کہ ملاءِ اعلیٰ کے خبروں کے حصول کے لئے شیطان کوشش کرتا ہے یا نہیں۔ مگر میں آپ کو قرآن مجید (جو میرے ایمان اور یقین میں خدائے حمید ومجید کی کامل اور آخری کتاب ہے) کی ایک آیت سنانا چاہتا ہوں۔ غور سے سنئے۔

قال اللہ تعالیٰ۔ وحفظنٰھا من کل شیطان رجیم۔ الا من استرق السمع فاتبعہ شھاب مبین۔ یعنے ہم نے آسمانوں کی حفاظت ہر ایک شیطان مردود سے کر دی ہے یعنی آسمانوں میں فرشتوں کی مجالس علوی میں کوئی شیطان جانے نہیں پاتا۔ جو فرشتوں سے غیب کی باتیں سُن سکے۔ مگر چوری چھپے کوئی بات سُن بھاگتا ہے۔ کیونکہ شہاب کا روشن انگارہ جب اس کے پیچھے پڑتا ہے۔ تب وہ عالم سفلی میں بھاگ آتا ہے پس استراق سمع شیاطین کی کوشش میں داخل ہے اور ایسا ہی وانا لمسنا السماء فوجدنٰھا ملئت حرسا شدیدا وشھبا وانا کنا نقعد منھا مقاعد للسمع فمن یستمع الان یجد لہ شھابا رصدا۔ اس طرح پر قرآن کے اور مقامات سے بھی ثابت ہے کہ شیطان کوشش کرتا ہے۔ میں یقین نہیں کرتا کہ منشی سراج الدین صاحب ایسے ناواقف ہوں کہ انہوں نے شیطانی الہام کا نام بھی نہ سُنا ہو۔

منشی صاحب! شیطان کا ملاءِ اعلیٰ کی خبروں کے لئے کوشش کرنا امر دیگر ہے اور ان سے متمتع نہ ہونا شے دیگر۔ افسوس ہے کہ یا تو آپ ان دونوں میں فرق نہیں کر سکتے۔ اور یا عمداً واقعات حقہ کا آپ انکار کرتے ہیں۔ محض اس بنا پر کہ بیٹے کی تائید ہو اور حق ہاتھ سے جاتا ہے۔

مجھے تعجب ہے۔ کہ **استراق الشیاطین** کا اثر مدعیان الہام ربانی پر کیا ہو سکتا ہے۔ جب کہ اس آیت میں رجوماً للشیاطین موجود ہے۔ کیا آپ نہیں جانتے کہ جب کلام الٰہی کا نزول ہوتا ہے تو اس کی کس قدر حفاظت کی جاتی ہے۔ سنو! قرآن مجید کیا کہتا ہے:۔ فانہ یسلک من بین یدیہ ومن خلفہ رصدا۔ شیطانی اور ربانی الہامات میں امتیاز ہوتا ہے۔ پھر اس سے مدعیان الہام پر کوئی اعتراض نہیں ہوتا۔ اور نہ ہمارے گھر پر اس کا اثر پڑتا ہے۔ ہاں! اگر آپ کا مسئلہ تسلیم کیا جاوے تو البتہ الہام ربانی کی وقعت مٹ جاتی ہے۔ کیونکہ جب اس کے مقابلہ میں شیطانی آوازیں نہ ہوں۔ اور ایسے کاذب مدعی پیدا ہو کر صادق کے سامنے ذلیل اور خوار نہ ہوں۔ اُس وقت تک اللہ کے پُر ہیبت اور پُر شکوہ کلام کی حقیقت کیونکر کھلے۔ باقی رہا مدعیان الہام کی پیشگوئیوں کا غلط نکلنا بے شک جو لوگ خدا تعالیٰ کی طرف سے مامور اور مرسل نہیں ہوتے اور وہ خدا سے سُنکر نہیں بولتے وہ جو کچھ بھی کہیں قابل پذیرائی نہیں۔

لیکن خدا تعالیٰ کے مامورین اور مرسلین کی پیشگوئیاں جو فلا یظھر علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول کے نیچے ہوتی ہیں۔ وہ کبھی **غلط نہیں ہوا کرتیں**۔ زمین وآسمان ٹل جاوے۔ مگر خدا کی باتیں سچی ہوتی ہیں۔ ہاں! عقل کے اندھے اور حق سے دور۔ سنت اللہ سے ناواقف جو چاہیں کہیں۔ اور اگر **تاویل** سے مراد ھذا تاویل رویای اور ما یعلم تاویلہ الا اللہ والراسخون فی العلم پر آپ کا اعتراض ہے۔ تو مجھے آپ کی حالت پر بہت رحم آتا ہے۔ تاویل تو حقیقت الشئے ہوتی ہے اور پیشگوئی کے پورا ہونے پر ہی اس کی حقیقت کھلتی ہے جو لوگ اس حقیقت سے ناواقف ہیں اور کتاب اللہ اور سنن انبیاء سے بے بہرہ ہیں۔ وہ جو چاہیں کہیں معذور ہیں۔ کیونکہ جہالت ایک موت ہے۔ لیکن منہاج نبوت سے آگاہ شخص ایسے کلمات زبان پر لاتے ہوئے ڈرتا ہے۔ اور ایسی جرأت سے کانپ جاتا ہے۔ کہ وہ کسی راستباز مامور اور مرسل کی نسبت یہ یقین کرے۔ کہ اس کی پیشگوئیاں غلط ثابت ہوئیں۔ آپ نے بہت جرأت سے کام لیا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اُن پیشگوئیوں پر جن کی حقیقت اپنے وقت پر کھُلی۔ اور قبل از وقت اجتہادی طور پر کچھ اور سمجھا گیا۔ آپ حملہ کرتے ہیں۔ اور اس طرح پر آپ کی صداقت اور راستبازی پر معترض ہیں۔ ایسا ہی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے متعلق آپ کا اعتقاد معلوم ہوتا ہے۔ میں صدق دل سے آپ کو مشورہ دیتا ہوں۔ کہ آپ اس سے توبہ کریں۔ قرآن کریم میں صاف لکھا ہے لا تبدیل لکلمات اللہ اللہ تعالیٰ کی پیشگوئیاں اٹل ہوتی ہیں۔ ہاں پیشگوئیوں کے فلسفے اور اُن کے متعلق سنت اللہ سے آگاہی ضروری ہے۔ میں یقین کرتا ہوں۔ کہ جناب کی کھُلی چٹھی کا کھلا جواب میں نے دیدیا ہے۔ میں نے نہایت نیک نیتی سے لکھا ہے۔ اور سلسلہ بحث شروع کرنے کے لئے نہیں۔ آپ اگر اس سے فائدہ اُٹھائیں۔ تو میری عین خوشی اور مُراد ہے اور اگر آپ اس سلسلہ کو بڑھانا چاہینگے۔ تو میں اعراض پسند کرونگا ہاں اگر کوئی ایسا موقع دیکھوں گا کہ خاموشی گناہ ہے۔ تو مجھے قلم اُٹھانا پڑیگا بحولہ وبعونہ تعالیٰ۔

آخر میں مَیں امید کرتا ہوں۔ کہ آپ فراخدلی اور توجہ سے اسے پڑھیں گے۔ اور نقاش کو بہ حیثیت ایک دانشمند اور خیر خواہ باپ کے ہدایت کریں گے۔ کہ وہ اس قسم کے طریق مخالفت کو چھوڑ دے۔ اُسے یا آپ کو یا کسی اور کو سلسلہ عالیہ حقہ کے کسی ایک یا دوسرے مسئلہ سے اختلاف ہونا امر دیگر ہے۔ لیکن ایک گریجویٹ اور تبلیغ اسلام کا کام ہاتھ میں لینے والے نوجوان کے لئے سخت مکروہ اور دوراز شرافت ہے۔ کہ اعتراضوں کے لئے استہزا کا رنگ اختیار کرے۔

بہرحال اگر میرے اس جواب میں کوئی امر ایسا ہو۔ کہ آپ کے لئے موجب رنج ہو۔ تو آپ اپنے اخلاق سے مجھے معذور سمجھینگے۔ کیونکہ میں نے جو کچھ لکھا ہے۔ محض نیک نیتی اور دفاعی پہلو کی بنا پر لکھا ہے۔ واللہ علی ما اقول شہید

آپ کا نیازمند وہی خواہ دل یعقوب علی (تراب) احمدی

سوال معہ جواب

سوال۔ کیا سبب ہے۔ کہ دُنیا بھر کے مذہبی فرقے اور گروہ سب کے سب ہی حضرت مرزا صاحب کو بُرا بھلا کہتے ہیں چنانچہ انہوں نے خود بھی فرمایا ہے ؎

کافر و ملحد و دجّال ہمیں کہتے ہیں   نام کیا کیا غمِ ملت میں رکھایا ہم نے
قوم کے ظلم سے تنگ آ کے مِرے پیارے   آج شورِ محشر تِرے کوچے میں مچایا ہم نے

جواب۔ اس کا سبب تو دریافت کرنا تو نہایت سہل اور آسان ہے بلکہ سچ پوچھو تو حضرت میرزا صاحب کے منجانب اللہ اور مامور من اللہ ہونے کا منجملہ اور نشانوں کے یہ بھی ایک بڑا بھاری نشان ہے۔ ہاں ایسی باتیں انسان کو بالکل ہی خالی الذہن اور بے تعصب اور نہایت ہی ٹھنڈے دل سے تفکر اور تدبّر کرنے سے معلوم ہو سکتے ہیں۔ کیونکہ جب انسان کو طرح طرح کے حجاب اور پردے گھیر لیتے ہیں تو دیکھتا ہوا نہیں دیکھتا اور سنتا ہوا نہیں سنتا۔ اور سمجھتا ہوا نہیں سمجھتا۔ اب میں اصل مطلب کی طرف رجوع کرتا ہوں کہ ابتدا ہی سے آدم اور شیطان یعنے نیکی اور بدی کا جھگڑا چلا آتا ہے۔ وہی تنازع اور مخاصمت وقتاً فوقتاً بھیس بدل بدل کر نمودار ہوتی رہی ؎

بہر رنگے کہ خواہی جامہ مے پوش   من انداز قدت را می شناسم

دیکھو نوحؑ اور اُن کی قوم۔ ابراہیمؑ اور نمرود۔ موسیٰؑ و فرعون عیسیٰؑ اور یہودی لوگ۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو جہل وغیرہ کے وقتوں میں وہی پُرانی جنگ اور قدیمی لڑائی ہر ہر موقع پر اپنا جلوہ دکھاتی رہی ہے اور دکھا رہی ہے اور دکھاتی رہیگی۔ حضرت میرزا صاحب تو آخری زمانہ میں تشریف لائے ہیں۔ ذرا متقدمین اور سابقین کے حالات پر غور فرماویں اور کسی ایک کا تو نام لیں جس کے ساتھ حسن سلوک برتا گیا ہو۔ اور تہذیب و شائستگی سے پیش آنا تو درکنار ستایا اور تباہی نہ ہو۔ بس چلا۔ تو جان ہی سے مار ڈالا۔ ورنہ قید ہی سہی۔ اگر اس سے بھی بچ گئے۔ تو گالی گلوچ اور کفر کے فتووں سے تو خوب ہی خبر لی۔ قصص الانبیا اور تذکرۃ الاولیا پڑھنے والوں سے مخفی نہیں۔ کہ پاک بازوں اور پاک بازوں کے بزرگوں کی شیاطین اور شیاطین کے مظہروں نے کیسی گت بنائی اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ جب کبھی کوئی خاص بندۂ خدا محض توحید حق پھیلانے اور شرک بدعت کا نام و نشان مٹانے کے لئے منجانب اللہ مامور اور مقرر ہو کر آتا ہے۔ تو شیطان کو فکر دامنگیر ہو جاتی ہے۔ کہ آج میرے راج اور تسلط میں ضرور تباہی واقع ہو گی۔ وہ ملعون پنجے جھاڑ کر اُس بُزرگ کے پیچھے پڑ جاتا ہے اور ناخنوں تک زور لگاتا ہے۔ کہ کسیطرح اس کو شکست دیوے۔ اب دُنیا میں عام طور پر دو گروہ ہو جاتے ہیں۔ سعید تو اُس پاک ذات کے قدموں پر سر رکھکر آمنّا صدقنا کے الفاظ سے رطب اللسان ہوتے ہیں۔ اور شقی شیطان کے ہمراہ ہو کر آپے سے باہر ہو کر اپنی طرف سے اس کی بیخکنی میں کچھ کسر باقی نہیں رکھتے۔ اگر اللہ تعالیٰ اُس کی حفاظت نہ کرے۔ تو اس کا اور اُس کے ہمراہیوں کا بچنا ہی محالات سے ہو جاوے۔ اور دشمنی اور عداوت کا باعث یہ ہوتا ہے۔ کہ وہ خدائی بندہ تو ان کی غلطیاں اور سقم نکال نکال کر دور پھینکدینا چاہتا ہے اور مخالفین محض تکبّر اور ضد سے اپنی اپنی غلطیوں کا اعتراف کرنا تو بجائے خود رہا اُلٹا اُس کو مفتری اور جھوٹا اور دوکاندار اور کیا کیا کہنے لگتے ہیں۔ آپ ہر روز دیکھتے اور سنتے ہیں کہ جسقدر پیرزادے یا سجادہ نشین یا مولوی یا واعظ وغیرہ وغیرہ مرنجان مرنج اور صلح کل اور مداہنت سے ہر ایک قسم کے لوگوں سے میل جول رکھتے اور اُن کو اُن کے حال پر چھوڑ کر اُن کے ہی حسب منشا تعویذ گنڈے دیتے اور جھوچھا کر کے نذر و نیاز اور گیارہویاں وغیرہ لیکر اپنے اپنے کام چلا رہے ہیں + اور دین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور شریعت نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مطلق پرواہ نہ کر کے اُلٹا اُن کی بدعتوں اور بدرسمیوں میں شامل ہو کر بُرا نمونہ قائم کرتے ہیں۔ ایسے ایسے پیشواؤں اور ہادیوں کی ملک میں کسقدر تعریف اور ثناخوانی اور مدح سرائی ہوتی ہے اور حد درجہ کے مبالغہ سے کہا جاتا ہے کہ فلاں پیر صاحب تو بس کیسے بھلے ہیں دخل دیتے ہیں نہ بُرے میں گردن نیچی کئے ہوئے اللہ اللہ کئے جاتے ہیں اور بس۔ ہم تو سمجھتے ہیں کہ زمانہ کے غوث۔ قطب۔ اوتار ابدال۔ یہی ہیں۔ دوسرا کہتا ہے کہ میرے فلاں مقدمہ میں اُنہوں نے ہی دعا خیر فرمائی تھی تو فتح ہو گیا تھا۔ اللہ تعالیٰ کے لاڈلے ہیں۔ جو چاہتے ہیں کرتے ہیں۔ تیسرا فرماتا ہے کہ مجھے لڑکا انہوں نے ہی دلایا تھا خدا کے گھر کے مختار ہیں۔ جو چاہتے ہیں کرتے ہیں۔ سال بھر میں اپنے پیر پیشواؤں کے متعدد تو عرس کرتے ہیں جن پر سینکڑوں نہیں ہزاروں روپے خرچ کر ڈالتے ہیں قوالوں کی جوڑیاں دور دور سے منگائی جاتی ہیں۔ روضۂ مبارک سنگ مرمر کا کئی سال میں جا کر تیار ہوا ہے۔ غرض جو پیر پیشوا عوام کو خوش کرنے کے ساز و سامان مہیاں کرے اور گویا اُن کی ہاں میں ہاں ملا کر توحید خالص اور سنت نبوی کا نام تک نہ لیویں۔ صرف گول مول مجمل طور پر درود وظایف بتلاتے رہیں عوام الناس کے راہ و رسم اور شرک و بدعت اور بے دینی اور بدعملیوں پر تنبیہ کرنا تو ایک طرف رہ گیا یعنی تعرض تک نہ کریں بلکہ اُن کی دلداری اور دلجوئی کے لئے اپنے گھروں میں بھی غمی شادی کے موقعوں پر بھی وہی بدعتیں اور بدرسمیاں بجا لا کر عوام کی رضامندی حاصل کرنے میں کوئی دقیقہ اُٹھا نہ رکھیں۔ تو ایسے حضرات زمانہ کے ولی۔ اولیا بھی۔ اور جو کچھ کہو وہ بھی۔ مگر جو شخص واقعی منجانب اللہ اور مامور من اللہ ہو کر آیا ہو اور سات پانیوں سے اُس کا سینہ بے کینہ دھو دھا کر ہر قسم کی کدورتیں اور میل اور آلائیش دور کر کے ریاکاری اور دکھلاوے اور نفسانیت وغیرہ جذبات بشری کو اُن کے اندر سے نکال کر دور پھینکدیا گیا ہو اور اللہ تعالیٰ سے سچا تعلق اور محبت الٰہی پر غالب ہونے کے سبب ما ینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحیٰ تک نوبت پُہنچ گئی ہو۔ اور اطمینان قلب کا یہ حال ہو کہ اللہ تعالیٰ کے سوائے شہنشاہ سے گدا تک کو مرے ہوئے کیڑے کے برابر نہ سمجھتا ہو اور الٰہی صفات اُس میں جلوہ گر ہو رہے ہوں وہ بھلا کسی کی کیا پرواہ کر سکتا ہے اور خدائی پیغام اور احکام پہنچانے میں کیونکر سستی اور تساہل کر سکتا ہے اندھی دُنیا کچھ دنوں تک تو مقابلہ کرتی رہتی ہے اور اپنے زعم ناقص میں بہت کچھ کامیابی کی اُمیدیں لگائے رکھتی ہے مگر بھلا خالق کے آگے خلق کی کچھ پیش جا سکتی ہے آخر منہ کی کھا کر حاصل کیا کرتے ہیں دونوں جہان کی روسیاہی اور بس۔ اب مفصل عرض کرتا ہوں کہ کون کون لوگ کس کس بات سے ناراض اور خفا ہیں (۱) عیسائی تو اس لئے ناراض ہیں کہ ان کے خداوند مسیح کو مرا ہوا ثابت کر کے کفارہ ہی کی نہیں بلکہ صلیبی مذہب کی جڑ ہی کھاڑ ڈالی ہے اور ڈاکٹر ڈوئی سے مقابلہ کر کے ثابت کر کے دکھلا دیا کہ عیسائی مذہب اسلام کے سامنے کیا وقعت رکھتا ہے (۲) آریہ مت کو مباحثہ اور مباہلہ میں پچھاڑ کر سرمہ چشم آریہ اور چشمہ معرفت لکھکر ہمیشہ کے لئے اُس کا خاتمہ کر دیا (۳) سکھوں کے گرو بابا نانک صاحب کو اُن ہی کی جنم ساکھیوں اور چولے صاحب اور پنجہ چلہ کشی کے مکانوں میں اور حج کرنے اور نماز پڑھنے وغیرہ وغیرہ سے عاشق اسلام ثابت کر کے سکھوں پر حجت پوری کر دی چنانچہ بہت سے سکھ اپنی خوشی اور رضا و رغبت سے اسلام میں شامل ہو کر اور داخل ہو کر اور اور قومی بھائیوں کو بھی بُلا رہے ہیں (۴) برہمو اس لئے خفا ہیں کہ انہوں نے تو وحی اور الہام اور مکالمہ الٰہیہ کا انکار کر کے صرف تمام مذاہب کے بزرگوں اور پیشواؤں کو ایک ریفارمر کی حیثیت سے اچھا سمجھ لینا ہی باعث نجات گردان لیا۔ اُن کی غلطی نکالی گئی کہ اگر مکالمہ الٰہیہ اور الہام نہ مانا جاوے تو امر کون ہوا اور مامور کون ہوا اور دوسرا آثار قدرت سے یا صنعت صانع سے تو ضرورت صانع ثابت ہوتی ہے یعنی اُن کا کوئی خالق ضرور ہونا چاہئے مگر اس سے یہ تو نہیں معلوم ہو سکتا کہ وہ صانع اور خالق حقیقت میں موجود بھی ہے ہونا چاہئے اور ہے میں زمین و آسمان کا فرق ہے (۵) دہریہ اس واسطے ناراض ہیں کہ آپ کے تازہ بتازہ نشان اور پیشگوئیاں پوری ہوتی دیکھ کر اُن کو اللہ تعالیٰ کے وجود کا خواہ مخواہ قائل ہونا پڑا (۶) یہودی اس لئے بُرا سمجھتے ہیں کہ اُن کو اچھی طرح ذہن نشین کر دیا گیا ہے کہ جب تک وہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خدا کا برگزیدہ نبی اور رسول اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو افضل الرسل و سید الانبیا خاتم النبیین نہ مان لیں گے۔ خوب یاد رکھیں کہ ہمیشہ ذلیل و خوار ہی رہینگے الغرض کر دیا غیر مذاہب کو خوب پامال۔ تمام جہان کے مخالفین کو مخاطب کر کے بذریعہ اشتہارات و کتب و رسائل ڈنکے کی چوٹ ثابت کر کے دکھلا دیا ہے کہ اُس وقت صرف ایک مذہب اسلام ہی زندہ ہے باقی سب کے سب مُردہ ہیں۔ اور صرف قرآن کریم ہی زندہ کتاب اور بابرکت صحیفہ ہے باقی سب محرّف اور مبدّل ہونے کے سبب بے تاثیر محض ہیں اور صرف ایک محمدؐ رسول اور اُن کی تعلیم ہی زندہ ہے۔ باقی سب مر چکے اور اُن کی تعلیمیں بھی قصہ کہانی کے رنگ میں ہیں۔ اصل میں مر چکے ہیں۔ آگیا۔

اصلی ممیرا اور ممیرے کا سرمہ

اصلی ممیرا۔ جو آجکل قریباً اڑہائی سو روپیہ تولہ پر فروخت ہو رہا ہے اور ممیرے کا سرمہ دو روپیہ تولہ پر فروخت کیا جاتا ہے۔ میرے پاس موجود ہے۔ میں اس کیلئے لمبے چوڑے سندات پیش نہیں کرنا چاہتا اس لئے کہ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود و حضرت حکیم الامۃ اور دوسرے بزرگان سلسلہ نے اس کو اصلی ممیرا شناخت کر کے خود خرید فرمایا ہے۔ میں عام لوگوں کے نفع کے لئے اصلی ممیرا عہ روپیہ تولہ پر اور اصلی سرمہ ممیرا ۲ر تولہ پر فروخت کرتا ہوں۔ اور اس کے ساتھ ہی یقین دلاتا ہوں کہ اگر ممیرا اس اشتہار کے موافق نہ ہو۔ تو میں قیمت واپس دونگا۔ سچائی کے اظہار کے لئے یہی ایک امر کافی ہے۔

نوٹ۔ میری دوکان سے ہر قسم کی لنگی و کلاہ بھی مل سکتی ہیں۔

المشتہر:۔ احمد نور مہاجر کابلی مہاجر قادیان دارالامان

سامان ورزش کی رعایتی فہرست

کرکٹ بیٹ سپیدہ ریشے دار کشمیر کی لکڑی کے ہینڈل کاک کین اور دو ربڑ کے بے ہوئے نہایت پائیدار ہے قیمت ۸ر۔ کرکٹ بیٹ سپیدہ ریشے دار کشمیر کی لکڑی کے کین ہینڈل دو ربڑ کے میچ کیلئے نہایت عمدہ ۶ر۔ کرکٹ بیٹ لکڑی درجہ سوم کی ہوگی ہینڈل میں ایک ربڑ اور کین ہوگی عا۔ کرکٹ بیٹ معمولی پریکٹس کیلئے عہ

بچوں کے کرکٹ بیٹ ۱۲×۱۳ کے واسطے رسٹ ایک ٹرکس ایک سال لکڑی کافی سٹ

فٹ بال عمدہ وکار آمد و پائیدار اور مضبوط بلیڈر نہایت پائیدار عے عکر
ربڑ کے لئے فٹ بال عمدہ ۵ر ۵ر
ربڑ ربڑ ۴ر للعہ
۲ر سے

کرکٹ بال گٹ سون نہایت عمدہ اور مضبوط چمڑے کے دعہ
دھاگے کے میچ
کرکٹ وکٹیس سے
پریکٹس ۱ر

المشتہر مستری نظام الدین کمپنی سیالکوٹ

سارٹیفکٹ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مال از قسم پریکٹس بیٹ پریکٹس وکٹ فٹ بال وغیرہ پہنچا۔ ہر طرح سے قابل تعریف پایا۔ میں اسے کم خرچ بالانشین کا مصداق پاتا ہوں۔

نیاز مند۔ حاکم علی ہیڈ ماسٹر مڈل سکول سجانپور ڈیرہ۔ کانگڑہ ۲۵ را۱ ۱۹ء

آٹا پیسنے کا خراس

یہ خراس آٹا پیسنے کی مشین تمام ہندوستان میں چلتی ہیں۔ آٹا فی گھنٹہ تیس سیر پختہ پیس جاتا ہے۔ قیمت درجہ اول فیمن پختہ۔ دوم مبلغ ؏ سے بیعانہ آنے پر خراس وی۔پی کیا جاتا ہے۔

مستریان مولا بخش و غلام حسین بٹالہ ضلع گورداسپور

کیا آپ بیمار ہیں؟

جبکہ آپ کی طبیعت درست نہ ہو۔ اس سے کچھ بحث نہیں کہ کونسی شکایت آپکو ہے۔ ضرور خود سے یہ سوال لیجئے کہ آیا دن میں مجھے ایک مرتبہ دست صاف ہو جاتا ہے۔ اگر یہ بات نہ ہو تو رات کو سوتے وقت دو یا تین ہاضمہ کی گولیاں (ڈونس ڈنر پلس) کھا لیجئے۔ دوسرے روز ہی آپ کو دست صاف ہوگا اور پیشتر کی نسبت آپکو فوراً زیادہ اچھا معلوم ہوگا۔ قبض کی وجہ سے آنتوں میں فضلے زیادہ عرصہ تک رہتے ہیں اور ایسا فاسد مادہ پیدا کرتے ہیں کہ جو دنیا کے نصف سے زیادہ مرضوں کا باعث ہوتا ہے۔ اس سے بخوبی سمجھا جائیگا۔ کہ کیوں قبض کی وجہ سے یہ بیماریاں پیدا ہوتی ہیں جگر کی شکایات ہیجان صفراوی بخار یا تپ۔ بد ہضمی۔ سوء ہضمی۔ پٹھوں کی کمزوری جسم کی نکاہت امراض قلبی دل و دھڑکن چلنے میں چکر آنا۔ درد سر۔ نفخ۔ کھٹی ڈکاریں آنا۔ اور مستورات کی بیماریاں وغیرہ۔ اگر کچھ عرصہ تک یہی حالت رہی تو خون کثیف ہو جاتا ہے۔ اور صحت ہمیشہ کے لئے خراب ہو جاتی ہے۔ ڈون کی ہاضمہ کی گولیاں (ڈونس ڈنر پلس) نباتات سے بنائی گئی ہیں اور مذکورۃ الصدر مرضوں کو مٹاتی ہیں کیونکہ وہ فاسد مادے اور زہریلے اجزوں کو آنتوں میں سے نکالتی ہیں جگر کو قوت عطا کرتی ہیں صفرا یعنے تپ کو اچھی طرح بہاتی ہیں جسم کو پاک اور صاف کرتی ہیں اور مرد اور عورت اور بچہ کو جلد صحت بخشتی ہیں

بارہ آنے والی

قیمت ۸ر، ۱۰ر اور بارہ آنہ والی شیشی میں ساٹھ گولیاں ہیں جو ۸ر والی شیشی سے تیگنی ہیں۔ کل دوا فروشوں کے پاس ملتی ہیں یا ڈون پی اور بکس ٹیڈی کمپنی سے

ڈون کا مرہم (ڈونس اینٹ منٹ) ایک مرتبہ لگانے سے کسی قسم کی خارش کیوں نہ ہو۔ فوراً کم ہو جاتی ہے اور اکثر وقت تو ایک ہی ڈبیہ۔ چھاجن۔ بواسیر (باہر نکلی ہوئی یا خونی) سرخباده۔ کھروا۔ کیڑ۔ چنبہ۔ داؤ اور جلد کی سب طرح کی سوزش شورا اور خارش وغیرہ کو بہت گری ہوئی حالت میں بھی شفا بخشنے میں کافی پائی گئی ہیں تمام دوا فروشوں کے پاس سے مل سکتی ہیں۔ قیمت فی ڈبیہ عا۔

دو مفید رسالے

رسالہ ثبوت وجب الوجود۔ خدا تعالیٰ کی ہستی پر ایک دہریہ کے اعتراضات کا لطیف اور فلسفیانہ جواب جس میں آریہ سماج کے بعض اصولوں کی حقیقت بھی کھول کر بتائی ہے۔ قیمت ۲ر رسالہ تدبیر۔ اس میں مسئلہ تقدیر کی حقیقت بیان کی گئی ہے اور تدبیر اور تقدیر کے فلسفہ پر بحث کی گئی ہے قیمت ۲ر

دونوں رسالے بٹالہ ضلع گورداسپور منشی حسین بخش اپیل نویس سے مل سکتے ہیں

سچائی کا جھنڈا

اشتہاروں کی گرم بازاری مضمونوں کی تیز و طراری مریضوں کی آہ وزاری آجکل وہ سماں دکھا رہی ہے لیکن ہمارا کام باتوں سے نہیں ہے۔ ہم ہر دوا کا نمونہ مفت دیتے ہیں۔ اول منگاؤ۔ پھر آزماؤ۔ بھلا اس میں کچھ بھی دھوکا ہے۔ قوائے متناسلہ کے متعلق ان دنوں مختلف قسم کی بیماریوں کی وجہ سے تمام غور پر ضعف کی شکایت ہے۔ ہم نے امراض مخصوصہ کی شکایت کے علاج کے لئے یہ لاجواب مضمون تیار کیا ہے جس کے چند استعمال سے امراض متعلقہ قوائے تناسلہ انشاء اللہ تعالیٰ فوراً دفع ہونگے اور ہر قسم کی شکایات کے لئے مفید ہے۔ ہمارا کام یہ نہیں کہ ہم لکھدیں جو اہرات تیار ہوتی ہیں اول نمونہ مفت منگائیے پھر شفا ہو۔ طلب فرماویں۔ قیمت فی بکس دعہ

طلا طلسمی پیرانہ سالی کے اثر اور جوانی کی بے اعتدالیاں اور غلط کاریوں سے یہ امراض لاحق ہوتے ہیں اور مریض کو بعض اوقات خودکشی تک پہنچا دیتی ہیں ہمارے اس طلا طلسمی سے فائدہ اٹھائیں اور معجون طلسمی کھائیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ وہ اس کو مفید پائینگے۔ منگوانے سے پہلے نمونہ منگوا کر آزماؤ۔ قیمت چھ ماشہ دعہ

سرمہ سلیمانی آنکھوں کی کل بیماریوں کو دفع کرنے والا اور بصارت بڑھانیوالا۔ قیمت ایک تولہ ۱ر

سنون وندان۔۔ دانتوں کی کل بیماریوں کو دفع کر کے دانت مثل گوہر آبدار بنانا اسی سنون کا کام ہے۔ قیمت فی بکس ۴ر

المشتہر حکیم محمد حسین خلف حکیم سرفراز حسین مالک کارخانہ احمدیہ بلب گڈھ ضلع دہلی

لاکھوں روپیہ کمانیکا سہل طریق

اگر آپ خوشنودی پبلک کے واسطے لاکھوں روپیہ کمانا چاہتے ہیں تو حکیم نور محمد پروپرائٹر نوری شفاخانہ موکل ضلع لاہور کے ایجاد کردہ تریاق طاعون کی شیشیاں منگوا کر فروخت کریں۔ جن کی کمیشن و منافع سے آپ مالا مال ہو سکتے ہیں اس تریاق بے نظیر و سریع الاثر مجرب المجرب کی خاصیت ہے کہ بفضلہ تعالیٰ بطور حفظ ماتقدم استعمال کرنے سے طاعون و جملہ امراض وبائیہ سے امن رہتا ہے۔ اگر مبتلائے طاعون کے کانوں میں بخار شروع ہوتے ہی اس کے چند قطرات ٹپکائے جائیں یا اور گھی میں ملا کر بدن پر مالش کی جائے۔ تو سر درد بخار چند منٹ میں دور اور سرسام و گلٹی کا خطرہ کافور اور تمام جسم میں جلد صحت و سرور حاصل ہوگا۔ تمام مریضوں بالخصوص بچوں اور ان کے لئے جن کو بے ہوشی یا بندش گلا کے باعث دوا حلق سے اترنا محال ہو جاتا ہے۔ یہ تریاق نعمت غیر مترقبہ ہے۔ تعمیم افادہ کے لئے بشرط حلفی اقرار عدم افشائے راز بعد ادائے فیس اس کا بنانا بھی سکھا دیا جاتا ہے قیمت فی شیشی عا۔ مگر ان اشخاص سے جو ایجنٹ ہونگے یا سیکھنے کے ارادہ سے بغرض تجربہ منگائیں۔ نصف قیمت لی جائیگی

نوٹ:۔ جو اخبار یہ اشتہار درج کرنا چاہیں۔ نرخ اجرت سے مطلع فرمائیں

المشتہر فتح الدین کارخانہ تریاق طاعون بمقام موکل ضلع لاہور